اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی (الضّحٰی:6)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انعام سے پہلے آزمائش کا مرحلہ:۔

دوائیوں کی بوتلوں پر اکثر اوقات یہ بات لکھی ہوتی ہے۔

Shake well before use. استعمال سے پہلے اچھی طرح ہلائیں۔

یہ بات اکثر ذہن میں آتی ہے کہ اللہ رب العزت اپنے بندے کو جب کوئی خاص نعمت دینا چاہتے ہیں تو اس سے پہلے اس کو بھی جھنجھوڑتے ہیں، اسے اچھی طرح آزماتے ہیں۔ پھر اس کے بعد اسے اس خاص نعمت سے نوازتے ہیں۔اس کی دلیل قرآن مجید میں ہے۔

اللہ رب العزت نے سیدنا ابراہیمؑ کو نعمتوں سے نوازنا تھا تو اس سے پہلے ان کو بھی آزمایا۔ارشاد فرمایا:

وَ اِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ (البقرہ:124) اور یاد کرو اس وقت کو جب آزمایا حضرت ابراہیمؑ کو ان کے رب نے کچھ باتوں میں اور وہ اس میں سینٹ پرسینٹ (سو فیصد) کامیاب ہو گئے''

پھر کیا نتیجہ نکلا؟......فرمایا:

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرہ:124) فرمایا (اے میرے پیارے ابراہیم) میں آپ کو انسانوں کا امام بناتا ہوں۔

تو امامت ملنے سے پہلے آزمائے گئے۔......اللہ نے اپنے مقبول بندوں کو آزمایا۔اتنی آزمائشیں آئیں

کہ قرآن مجید نے گواہی دی:

مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا (البقرہ:214) ان پر اس قدر آزمائشیں آئیں، تنگی آئی، سختی آئی اور اس طرح ان کو جھنجھوڑا گیا۔

حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ (البقرہ:214) حتی کہ رسول اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے وہ پکار اٹھے۔ اللہ کی مدد کب آئی گی؟"

جب اس نکتے پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (البقرہ:214) جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے۔

صحابہ کرامؓ اللہ رب العزت کے چنے ہوئے بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی آزمایا اور قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا (الاحزاب:11) اور ان کو اچھی طرح جھنجھوڑا گیا۔

اور بات بھی سچی ہے۔ کیونکہ ہم نے مٹی کا ایک برتن لینا ہوتا ہے تو اس کو بھی ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں کہ یہ کچا ہے یا پکا۔ اگر ہم دو روپے کے برتن کو کچا پکا دیکھتے ہیں اور تین روپے کے تربوز کو ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں کہ یہ کچا ہے یا پکا، تو اللہ رب العزت نے بھی انسان کو اپنا بنانا ہوتا ہے اس کو بھی ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں کہ یہ کچا ہے یا پکا۔ چنانچہ آزمایا جاتا ہے اور جو اس میں کامیاب ہو جاتا ہے اس کو انعام ملتا ہے۔

تین عظیم شخصیات کی آزمائش:

سیدنا رسول اللہ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قریش کے قبیلہ میں پیدا فرمانا تھا تو آپ ﷺ کی تین قریبی شخصیات کو مشقتوں میں ڈالا گیا۔

(۱) حضرت عبدالمطلب کی آزمائش:

ایک آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو۔ انہیں آپ ﷺ کا دادا ہونے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔عبدالمطلب بہت خوبصورت تھے۔جب وہ پیدا ہوئے تو ان کے کچھ بال پیدائشی طور پر سفید تھے،اسی نسبت سے ان کا نام شیبہ رکھا گیا۔اللہ کی شان کہ کچھ عرصے کے بعد ان کے والد وفات پا گئے۔ ان کی والدہ کا نام سلمٰی تھا، وہ مدینہ منورہ آگئیں۔بچہ اپنی والدہ کے پاس پرورش پاتا رہا حتی کے ابتدائی جوانی کی عمر کو پہنچا۔

مکہ مکرمہ کا رہنے والا ایک حارثی شخص کسی کام کے لیے مدینہ گیا تو اس نے چند لڑکوں کو تیراندازی کا مقابلہ کرتے دیکھا۔ان میں سے ایک نوجوان جو دیکھنے میں بھی خوبصورت تھا اور جس کی شخصیت میں جاذبیت بھی تھی وہ جب بھی نشانہ لگاتا ٹھیک نشانہ پر تیر لگتا۔پھر وہ خوشی سے اشعار پڑھتا: لوگو! میں مکہ کے رہنے والے قبیلہ قریش کا فرزند ہوں،میرے نشانے ٹھیک لگتے ہیں۔ حارثی کو اس پر بڑا پیار آیا۔چنانچہ اس نے پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ مکہ میں پیدا ہوا تھا کچھ عرصہ بعد اس کا والد فوت ہو گیا اور یہ اپنی والدہ کے ساتھ یہاں اپنے ننھیال آیا ہوا ہے۔وہ ان کے سارے قبیلے والوں کو جانتا تھا۔ واپسی پر اس نے آکر ان کے چچا (جن کا نام مطلب تھا) سے کہا کہ تم اتنے مہمان نواز ہو، اتنے سخی اور اتنے اچھے اخلاق والے ہو،کیا تمہیں پتہ نہیں کہ تمہارا بھتیجا کتنی مشکل میں وقت گزار رہا ہے!؟ اسے اپنے پاس لاؤ اور اس کی اچھی تربیت کرو۔اس شخص نے انہیں اتنا برانگیختہ کیا کہ اس نے قسم کھالی کہ جب تک میں اپنے بھتیجے کو مکہ نہیں لاؤں گا اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا۔چناچہ مطلب مدینہ آئے ان کی والدہ سے بات کی خاندان والوں نے بھی ماں کو سمجھایا کہ بچہ بڑا ہو گیا ہے۔اگر یہ تمہارے پاس رہے گا تو صحیح معنوں میں عزت کا مقام نہیں پا سکے گا اور اگر وہ اپنے ددھیال میں چلا جائے گا تو ان کا بڑا

قبیلہ ہے اور وہ اشراف ہیں اس لیے وہاں اس کا نمایاں مقام ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے شیبہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔

اب یہ خوبصورت نوجوان پیچھے بیٹھا ہے اور اس کے چچا آگے بیٹھے ہیں۔ جب وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور کسی بندے نے دیکھا تو وہ سمجھا کہ مطلب اپنے لیے غلام لائے ہیں، تو اس نے ان کو عبدالمطلب کہہ دیا۔اس کے بعد یہ نام ایسا معروف ہوا کہ ان کو شیبہ کی بجائے عبدالمطلب کہا جانے لگا۔ اس نوجوان کو اللہ رب العزت نے یتیمی کے دن تو دکھائے مشقّتوں کے دن تو دکھائے مگر ان کے بعد ان کو انعام ملنا تھا۔ انعام کیا ملا؟ ان کو خواب آیا کہ فلاں جگہ پر زم زم ہے اگر وہاں سے زمین کو کھودو تو بند چشمہ نکل آئے گا۔ان دنوں مکہ مکرمہ میں پانی نہیں تھا، لوگوں کے لیے وہاں رہنا مشکل تھا، نہ جینے کو پانی نہ پینے کو پانی۔ چنانچہ عبدالمطلب نے زمین کی کھودائی شروع کر دی۔ وہ اکیلے ہی زمین کھودتے رہے، بالآخر وہ دن بھی آیا جب انہوں نے زم زم کے چشمے کے دہانے پر بڑی چٹان کو توڑا اور نیچے سے پانی نکل آیا۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب کو بیت اللہ کا متولی بنا دیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بیت اللہ کا متولی بنانا تھا اس لیے اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو مشکل اور تنگی کے حالات دکھائے، یہ تربیت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے۔

آج ہم لوگ اس بات کو سمجھ نہیں پاتے اگر کسی پر ذرا سی مشقّت کے دن آنے لگیں تو وہ سمجھتا ہے کہ بس میں اللہ سے دور ہو گیا ہوں اور اللہ مجھ سے ناراض ہے۔اس کو یہ کتنی بڑی غلط فہمی لگ جاتی ہے کہ پیسہ ملنے کو اللہ تعالیٰ کی خوشی سمجھتے ہیں اور پیسے کے کم ہونے کو اللہ کی ناراضگی سمجھتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی یا اس کے راضی ہونے کا تعلّق احکام شریعت کے ساتھ ہے۔اگر زندگی شریعت کے مطابق ہوگی اللہ رب العزت راضی ہوں گے اور اگر زندگی شریعت کے خلاف ہوگی تو کروڑوں پتی نہیں اربوں

پتی ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہونگے۔ یہ کھلی ڈھلی بات ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ کی آزمائش:

عبدالمطلب نے منت مانی کہ اگر میرے دس بیٹے ہوئے تو میں ان میں سے ایک کو اللہ کے نام پر قربان کروں گا۔ اللہ کی شان کہ دس بیٹے بھی مل گئے۔ اب انہوں نے سوچا کہ میں اپنی قسم کو پورا کروں۔ لیکن بیٹوں میں سے کس کو ذبح کروں؟ اس کے لیے قرعہ ڈالا۔ قرعہ ان کے بیٹوں میں سے ایسے بیٹے کے نام آیا جو بہت ہی خوبصورت تھا۔ اس کا نام عبداللہ تھا۔ لوگوں نے کہا: بھئی! بچے کو ذبح نہ کرو۔ بلکہ بچے اور اونٹوں کے درمیان تم قرعہ ڈال لو چنانچہ انہوں نے بچے کے نام اور دس اونٹوں کے نام قرعہ ڈالا مگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلا، پھر دس اونٹ اور بڑھا دیے، بیس اونٹ اور عبداللہ، قرعہ عبداللہ کے نام، پھر تیس اونٹ اور عبداللہ، قرعہ عبداللہ کے نام، اونٹ بڑھتے گئے، بڑھتے گئے، حتیٰ کہ جب سو اونٹوں کی تعداد رکھی گئی تو اب قرعہ اونٹوں کے نام آنکلا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے عبداللہ کے بدلے میں سو اونٹوں کو قربان کیا، اس لیے عبداللہ کو ذبیح اللہ بھی کہا جاتا تھا کہ ان کو ان کے والد نے اللہ کے نام پر ذبح کرنے کی نیت کی تھی۔

ایک مرتبہ ایک بدو آیا۔ اس نے نبی ﷺ سے کہا: یا ابن ذبیحین...... تو نبی ﷺ مسکرائے اور فرمایا، ہاں! میں اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہوں اور وہ ذبیح اللہ تھے اور میں عبداللہ کا بیٹا ہوں اور عبداللہ بھی ذبیح اللہ تھے۔

حضرت عبداللہ جب جوان ہوئے تو ان کی جوانی اور خوبصورتی کو دیکھ کر لوگوں کو رشک آتا تھا۔ یہود بے بہبود نے اپنی کتابوں میں نشانیاں پائی تھیں۔ چنانچہ ان کو پتہ تھا جو شخص نبی آخر الزماں کا والد بنے گا، اس کی پیشانی پر نور چمکے گا۔ چنانچہ ان یہودیوں کی عورتیں بھی ایسے نوجوان کو تلاش کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ مکہ سے مدینہ جانے لگے۔ تو راستے میں ایک فاطمہ نامی عورت نے حضرت عبداللہ کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا۔ فرمایا: میں تو اس طرح نکاح نہیں کرسکتا، اس نے کہا: اگر نکاح نہیں کرسکتے تو ویسے ہی میرے ساتھ ملاقات کرلو۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتا جو انسان کے لیے ذلت اور رسوائی کا سبب بنے اور واقعی جن پشتوں میں نبوت کا نور آگے منتقل ہوتا ہے وہ کبھی زنا جیسے جرم کا ارتکاب نہیں کیا کرتیں چنانچہ حضرت عبداللہ مدینہ پہنچ گئے۔

مدینہ میں بنو زہرہ کے نام سے ایک قبیلہ تھا، ان کی ایک جوان العمر لڑکی تھی جس کا نام آمنہ تھا۔ وہ بہت اچھے اخلاق والی، بہت ہی نیک تربیت والی اور نیک فطرت والی بچی تھی۔ شکل بھی تھی، عقل بھی تھی، نیک بھی تھی، اور ہر نعمت اس کے پاس تھی۔ چنانچہ اسے حضرت عبداللہ کے لیے پسند کیا گیا اور پھر اس کے ساتھ ان کا نکاح ہوا۔

نکاح کے بعد جب حضرت عبداللہ واپس آئے تو یہی فاطمہ نامی عورت نے پھر حضرت عبداللہ کو دیکھ کر کہنے لگی: اب آپ کے چہرے پر وہ نور نظر نہیں آرہا جو مجھے پہلے نظر آتا تھا۔ حقیقت میں نبیء رحمت ﷺ اپنے والد سے اپنی والدہ کے بطن میں منتقل ہو چکے تھے...... اب دیکھیے! کہ عبدالمطلب پر بھی امتحان آیا، پھر حضرت عبداللہ پر بھی امتحان آیا۔ اب تیسری شخصیت بی بی آمنہ کی تھی جس نے والدہ بننا تھا ان پر بھی امتحان آیا۔

(۳) بی بی آمنہ کی آزمائش:

شادی کے چند مہینوں کے بعد مکہ مکرمہ کا ایک قافلہ تجارت کے لیے بلد شام کی طرف گیا، حضرت عبداللہ بھی اس قافلے کے ساتھ گئے۔ اب شادی کے ابتدائی دنوں میں میاں بیوی میں جدائی دل کو بڑا اداس کرتی ہے۔ تو بی بی آمنہ بھی بہت اداس ہوئیں۔ حضرت عبداللہ نے وعدہ کیا کہ اداس نہ ہو، میں جلدی

آجاؤں گا۔ اور ساتھ یہ بھی کہا کہ جب قافلے کے آنے کی گھنٹی بجے تو اس وقت تم دروازے پر آنا، میرا استقبال کرنا، میں بھی تمہیں محبّت سے ملوں گا۔ یہ وعدہ کر کے حضرت عبداللہ چلے گئے۔

کچھ وقت بلادِ شام میں تجارت کے لیے گزارا، جب وہاں سے واپس تشریف لانے لگے تو مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ کو بخار ہو گیا۔ اور ایسے بیمار ہوئے کہ ان کے لیے سفر کرنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ مدینہ میں سسرال کے ہاں قیام کر لیا۔

جب وہ قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا اور گھنٹی بجی تو بی بی آمنہ بہت خوش ہوئیں کہ میرے شوہر آگئے۔ چنانچہ دروازے پر آئیں، قافلے کے لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ مگر حضرت عبداللہ نہ آئے۔ بی بی آمنہ اور زیادہ پریشان ہوئیں، پتہ چلا کہ وہ بیمار ہیں اور مدینہ طیبہ میں ہیں۔ لہٰذا ان کے قریبی رشتہ دار مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اللہ کی شان کہ رشتہ دار ابھی مدینہ پہنچے بھی نہیں تھے کہ حضرت عبداللہ اٹھارہ سال کی جوانی کی عمر میں اللہ کے پاس چلے گئے۔ بی بی آمنہ کی عمر تو اٹھارہ سال سے بھی کم ہوگی، اتنی چھوٹی عمر میں بی بی آمنہ بیوہ ہو گئیں۔ اب سوچیے کہ بی بی آمنہ پر کیا بیتی ہوگی۔

احوالِ عجیبہ کا ظہور:

بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھے بہت دیر کے بعد پتہ چلا کہ میں حاملہ ہوں۔ مگر یہ حمل عجیب تھا کہ بچے ماں کے پیٹ میں ہوتے ہیں تو اسے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ جبکہ مجھے تکلیف ہی نہیں محسوس ہوتی تھی۔ البتہ مجھے حالات کچھ بدلے بدلے نظر آتے تھے وہ کیسے؟

☆ جب میں کہیں جانے لگتی تو میں دیکھتی کہ ایک جھونکا آتا ہے اور درخت میرے آگے جھک جاتے۔ اس طرح میں اپنے سامنے درختوں کو جھکتا دیکھتی تھی۔

☆ جب میں پانی بھرنے کے لیے زم زم کے چشمے پر پہنچتی تو دیکھتی کہ زم زم کا پانی اوپر کنارے کے

بالکل قریب ہوتا تھا اور جب میں پانی بھر کر واپس آنے لگتی تو پانی نیچے چلا جاتا۔ مکہ کی عورتیں مجھے وہاں پکڑ کر کھڑا کر دیتیں اور کہتیں: ''آمنہ! تم نے نہیں جانا، تم کھڑی رہو، تمہاری وجہ سے ہمیں زم زم آسانی سے ملتا ہے''۔

☆ میں یہ بھی دیکھتی کہ اگر مجھے دھوپ میں کوئی کام کرنا ہوتا تو بادل کا ٹکڑا آ کر میرے اوپر سایہ کر دیتا تھا یہ درختوں کا جھک جانا، پانی کا قریب آ جانا اور بادل کا سایہ کرنا ایسی باتیں تھی جو مجھے انوکھی لگتی تھیں۔ اسی دوران بی بی آمنہ نے خواب دیکھا اس خواب کی تعبیر یہ تھی کہ تم ایک بہت بڑی مقدس ہستی کی والدہ بننے والی ہو۔

یہودیوں کا اضطراب:

بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جب ولادت کا دن قریب آیا تو ایک سرخ ستارہ آسمان پر چمکنے لگا۔ تورات کے اندر یہ نشانی تھی کہ جب نبی آخرالزماں ﷺ پیدا ہونگے تو آسمان پر سرخ ستارہ چمکے گا۔ چنانچہ یہود ہمیشہ اس کو دیکھنے کی فکر میں رہتے تھے۔ جب وہ ستارہ چمکا تو یہود میں غلغلہ مچ گیا اور ان کے ایوانوں میں زلزلہ آ گیا۔ وہ انتہائی پریشان ہوئے کہ نبی آخرالزماں ﷺ تو پیدا ہونے والے ہیں۔ چنانچہ وہ یہود کی عورتوں میں سے معلوم کرتے کہ کونسی ایسی عورت ہے جو حاملہ ہے اور اس کے وضع حمل کی مدت قریب ہے مگر انہیں کوئی ایسی عورت نظر نہ آئی۔

بالآخر ایک یہودی مکہ مکرمہ آیا، جب اس نے قریش کے خاندان سے پتہ کیا تو اسے معلوم ہوا کہ بی بی آمنہ کے ہاں ولادت کا وقت قریب ہے چنانچہ اس نے شور مچایا، ''لوگو! مجھے لگتا ہے کہ نبوت بنو اسحاق سے تبدیل ہو کر بنو اسماعیل میں آ گئی ہے۔ ہم سے یہ نعمت چلی گئی ہے''

خصائصِ ولادت:

اللہ کی شان کہ جس رات نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی، بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں جلانے کے لیے چراغ کے اندر تیل بھی نہیں تھا۔لیکن جب نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی تو کچھ عجیب سے واقعات رونما ہوئے۔مثال کے طور پر:

☆ جب نبی اکرم ﷺ کو ولادت کے بعد میں لٹانے لگی تو آپ ﷺ نے اس وقت اللہ رب العزت کے حضور سجدہ کیا۔ایسے ہو گئے جیسے سجدہ کر رہے ہیں۔

☆ آسمان کے ستارے جھک گئے جیسے قریب آ رہے ہیں۔

☆ کسریٰ بادشاہ کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔

☆ فارس کے اندر آتش پرستوں کی ایک آگ تھی جو ڈیڑھ ہزار سال سے جل رہی تھی۔کبھی بجھی نہیں تھی وہ اچانک بجھ گئی۔

کسریٰ کا خواب اور اس کی تعبیر:

اس دوران کسریٰ نے خواب دیکھا کہ عربی اونٹ ہیں اور ان کے آگے کچھ گھوڑے ہیں اور وہ عربی اونٹ ان گھوڑوں کو دھکیل کر دریا سے پار بھگا رہے ہیں۔اس نے تعبیر کرنے والے کو بلایا۔تعبیر کرنے والے نے بتایا کہ مجھے لگتا ہے کہ عرب میں کوئی ایسی شخصیت پیدا ہوگی کہ جس کی وجہ سے عرب کے لوگ باقی لوگوں کو جزیرۂ عرب سے باہر نکال دیں گے۔

چودہ بادشاہتوں کے خاتمے کا اشارہ:

اس نے کہا: میرے محل کے چودہ کنگرے گرے ہیں، اس نے تعبیر دی: جناب! آپ سے لیکر چودہ بادشاہتیں آپ کے خاندان میں رہیں گی اور اس کے بعد یہ بادشاہت ان کے پاس چلی جائے گی۔

کسریٰ مطمئن ہو گیا کہ چودہ بادشاہتیں تو ختم ہونے میں بڑا وقت لگے گا مگر اس کو پتہ نہیں تھا کہ اس کے بعد تھوڑے عرصے میں جو بھی بادشاہ بنتا رہا وہ مرتا رہا۔ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وہ چودہ بادشاہتیں مکمّل ہو گئیں۔ اور اللہ نے کسریٰ کا وہ تخت و تاج مسلمانوں کو عطا فرما دیا۔

ستارے جھکنے میں اَسرار:

ستارے جھکے، اس میں کیا حکمت تھی؟، بتانا یہ مقصود تھا کہ!

☆ لوگو! یہ وہ شخصیت ہے جس کے سامنے آسمان کی مخلوق بھی جھک رہی ہے۔ دنیا والو! تم بھی اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرو گے تب فلاح پاؤ گے۔

☆ وقت کے بادشاہوں کو پیغام تھا کہ دیکھو! آسمان پر چمکنے والے ستارے بھی اگر جھک گئے ہیں تو تم زمین پر چمکنے والے لوگ ہو تمہیں بھی ان کے سامنے گردنوں کو جھکانا پڑے گا۔

اور ایک نکتہ اس میں یہ تھا کہ یہ پیدا ہونے والی ایسی ہستی ہے کہ ان کی صحبت میں جو آئے گا، ان کے قدموں میں جو آئے گا، ان کی تعلیمات کو جو اپنائے گا، جس طرح آسمان کے ستارے ہیں اسی طرح ان کی صحبت میں آنے والے زمین کے ستارے بن جائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اُقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ

"میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے"

ایک صاحبِ دل کا عاشقانہ کلام:

نبی ﷺ کی ولادتِ مبارکہ کے بارے میں کسی صاحبِ دل بندے نے کیا ہی اچھی بات کہی، فرماتے ہیں:

خلیل اللہ نے جس کے لیے حق سے دعائیں کیں
ذبیح اللہ نے ہونے ذبح جس کی التجائیں کیں
جو بن کے روشنی پھر دیدۂ یعقوب میں آیا
جسے یوسف نے اپنے حسن کے نئے رنگ میں پایا
کلیم اللہ کا دین روشن ہوا جس ضو فشانی سے
وہ جس کی آرزو بھڑکی جوابِ لن ترانی سے

نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کے یتیم پیدا ہونے سے یہ بتانا مقصود تھا کہ دیکھو! ظاہراً یہ ہستی بے سہارا ہے، مگر جس کا کوئی اور سہارا نہیں ہوتا، اس کا سہارا اللہ ہوتا ہے۔

والد کو ابا بھی کہتے ہیں، عربی میں ابو بھی کہتے ہیں وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا (الکھف:82) ابو کو مخفّف کر کے اب بھی کہہ دیتے ہیں۔ تو اب ذرا غور کیجیے؟ اللہ تعالیٰ نے یتیم پیدا کر کے یہ پیغام دیا کہ لوگو! جس کا دنیا میں اب نہیں ہوتا اس کا رب ہوتا ہے اور جس کا رب ہوتا ہے اس کا سب ہوتا ہے۔

اُمی و دقیقہ دانِ عالم بے سایہ و سائبان عالم

یتیم ایسے ہی دُرِیتیم بنتے ہیں......اللہ اکبر:

وہ جس کے نام سے داؤد نے نغمہ سرائی کی　وہ جس کی یاد میں شاہ سلیماں نے گدائی کی
دلِ یحییٰ میں ارماں رہ گئے جس کی زیارت کے　لبِ عیسیٰ پہ آئے وعظ جس کی شان رحمت کے
وہ دن آیا کہ پورے ہوگئے تورات کے وعدے　مبارک ہو کہ ختم المرسلیں تشریف لے آئے
جناب رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے

یتیم درِّ یتیم بن گئے:

اللہ کی شان دیکھیے کہ آپ ﷺ کی ولادتِ مبارکہ سے تین ماہ پہلے آپ ﷺ کے والد ماجد کی وفات ہو گئی، جس کی وجہ سے آپ یتیم پیدا ہوئے یتیم اسے کہتے ہیں جس کے والد کی وفات اس کے بالغ ہونے سے پہلے ہو جائے ، بلوغ کی عمر کے بعد کوئی یتیم نہیں رہتا۔ چاہے ولادت سے پہلے فوت ہو جائیں چاہے بلوغ سے پہلے فوت ہو جائیں تو نبی علیہ الصلوٰۃ السّلام جب دنیا میں تشریف لائے اس وقت والد کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا۔

ولادت کے بعد آپ ﷺ کے دادا آپ ﷺ کو بیت اللہ کی طرف لے کر گئے۔ مگر دادا کو معلوم نہیں تھا کہ یہ وہ شخصیت ہے جس کی وجہ سے اللہ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں گی ۔

قدم قدم پہ رحمتیں قدم قدم پہ برکتیں جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا

جب ساتواں دن آیا تو:

جس نے بھی بچے کو دیکھا، اس نے اسے بہت پیار کیا اور تعریف کی، چنانچہ جب ساتویں دن نام رکھنے کا وقت آیا تو عبدالمطلب نے کہا کہ میرے اس بیٹے کی ہر بندے نے تعریف کی ہے لہٰذا میں اس کا نام ''محمد'' رکھوں گا، محمد کا مطلب ہے وہ ذات جس کی کائنات میں سب سے زیادہ تعریفیں کی گئی ہوں نبی ﷺ محمد بھی تھے اور احمد بھی تھے احمد کا مطلب ہے وہ ذات جو اللہ کی اتنی تعریفیں کرے کہ اللہ کی اتنی تعریف کسی اور نے نہ کی ہوں یہ دونوں نام اس سے پہلے کبھی نہیں رکھے گئے تھے۔ سبحان اللہ! اتنا خوبصورت نام رکھا گیا!

بچے کو گود میں لینے کے لیے عورتوں کی آمد:

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ولادت مبارکہ ہوئی، اس وقت طائف کے قریب ایک گاؤں میں بنوسعد

قبیلہ رہتا تھا اس قبیلے کی دس عورتیں مکہ مکرمہ کی طرف چلیں تا کہ وہ اپنی اپنی گود میں بچہ لیکر آئیں، بچے کو پالیں گی اور اس کے والد سے انعام کی مستحق بنیں گی۔ان دس عورتوں میں سے ایک عورت کا نام حلیمہ سعدیہ تھا۔ان کے پاس ایک اونٹنی تھی اور ایک گدھی تھی، گدھی کے اوپر سامانِ سفر تھا اور اونٹنی کے اوپر حلیمہ اور اس کے خاوند تھے۔حلیمہ کے پاس دودھ پینے والا ایک اور بچہ بھی تھا۔ان کی اونٹنی بہت ہی لاغر اور کمزور تھی جب دس عورتیں چلیں تو نو عورتیں آگے نکل گئیں اور حلیمہ پیچھے رہ گئیں۔دو تین مرتبہ تو ان عورتوں نے رک کر حلیمہ کے آنے کا انتظار کیا بعد میں انہوں نے کہا تمہاری وجہ سے تو سفر میں بہت دیر ہو رہی ہے۔ہمارا تو سارا سفر کھوٹا ہو گا۔اس لیے ہم تو چلتی ہیں چنانچہ نو عورتیں آگے چلیں اور حلیمہ سعدیہ سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ گئیں۔

ان میں سے ہر عورت چاہتی تھی کہ میں امیر باپ کے بیٹے کو اپنی گود میں لوں تا کہ مجھے میری محنت کا زیادہ پھل ملے۔چنانچہ سب عورتوں نے امیر لوگوں کے بیٹوں کو گود میں لے لیا۔عورتیں آتیں اور نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کے والد کے بارے میں پوچھتیں کہ اس کے والد کہاں ہیں؟ جب پتہ چلتا کہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں اور یہ بچہ یتیم ہے تو وہ سوچتیں کہ پھر ہمیں تو کچھ نہیں ملے گا۔چنانچہ وہ واپس چلی جاتیں۔

جب آنے والی عورت واپس چلی جاتی تو وہ بی بی آمنہ کے دل پر ایک زخم لگا جاتی، بی بی آمنہ کا غم بڑھ جاتا، انہیں حضرت عبداللہ کی یاد آجاتی۔اداس اور غمگین تو پہلے ہی تھیں اور اداس بندے کو ایک لفظ ہی سننا پڑے تو وہ پھوٹ پڑتا ہے۔تو ان عورتوں کا آنا اور نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کو چھوڑ کر ویسے ہی چلے جانا بی بی آمنہ کے دل پر ایک بھاری ضرب لگاتا۔وہ سوچتی ہوں گی، کاش! آج عبداللہ ہوتے وہ اس کے لیے اچھا لباس لاتے، کھلونے لاتے اور اس کو سیر پر لے کر جاتے۔

بی بی آمنہ اپنے غم میں یہ باتیں سوچ رہی تھیں اور ان کو کیا پتہ تھا کہ یہ وہ ہستی ہے کہ

☆ جن کے لیے اللہ تعالیٰ آسمان کے چاند کو کھلونا بنا دیں گے۔

☆ جن کو سیر کروانے کے لیے اللہ تعالیٰ انہیں عرش پر بلا لیں گے۔

☆ جن کو اللہ رب العزت دنیا کے اندر بھی شاہی عطا فرما دیں گے۔

پرورش کے لیے حلیمہ کے انتخاب میں راز:

جب حلیمہ مکہ مکرمہ میں آئیں تو انہیں اور تو کوئی بچہ نہ ملا۔ پتہ چلا کہ صرف ایک بچہ ہے جو باقی رہ گیا ہے واہ میرے مولا! جس نے ایک کی عبادت کرنی تھی وہ ایک ہی رہ گیا۔ جس نے ایک قرآن کی طرف بلانا تھا وہ ایک ہی رہ گیا۔ جس نے ایک شریعت کی طرف بلانا تھا، وہ ایک اللہ کو ماننے والا، ایک ہی رہ گیا اب بی بی حلیمہ کے پاس کوئی آپشن ہی نہ تھا۔

اس کے دل میں یہ بات آئی کہ میں دیکھوں تو سہی کہ یہ بچہ کیسا ہے؟ چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام سوئے ہوئے تھے اور اوپر چادر اوڑھائی گئی تھی۔ بی بی حلیمہ نے جیسے ہی چادر اتاری تو بچے نے آنکھیں کھول لیں۔ اور وہ اس کو دیکھ کر مسکرایا اس کی مسکراہٹ میں ایسی جاذبیت تھی، ایسی کشش تھی، ایسا انجذاب تھا کہ بی بی حلیمہ اپنا دل ہی دے بیٹھی، چنانچہ وہ اپنے خاوند سے پوچھنے لگی، اگرچہ ہمیں اس بچے کا انعام زیادہ تو نہیں ملے گا کیوں کہ یہ یتیم ہے۔ مگر اس بچے کی مسکراہٹیں میرے دل کو تو تسلّی دے دیا کریں گی۔ ان کے خاوند نے ان کو یہ مشورہ دیا: ہاں بے شک تم اس بچے کو لے لو پھر یہ بھی کہا:

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ لَنَا فِيْهِ بَرَكَةٌ ”ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرمائے“

ان یہاں علما نے ایک نکتہ لکھا۔ دس عورتوں میں سے نو آئیں ان کی نظر اسباب پر تھی، ان کی نظر لوگوں پر تھی۔ کہ ان کے والدین ہمیں انعام دیں گے۔ ایک حلیمہ ہی ایسی ہی تھیں جس کے خاوند کی نظر اللہ کی بھیجی ہوئی برکت پر تھی، کیونکہ اس نے کہا:

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ لَنَا فِيْهِ بَرَكَةٌ ''ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرمائے''

انہوں نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلیمہ کا انتخاب اس لیے کیا کہ

(۱) ایک تو وہ حلم والی تھیں ان کی طبیعت میں حلم تھا۔ کئی دفعہ ماں کی طبیعت میں حلم نہیں ہوتا تو وہ بچے کی ذراسی بات پر غصے میں آ کر تھپّڑ لگا دیتی ہے۔ وہ بچے کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگ جاتی ہے اور یہ تو اللہ کے محبوب ﷺ کی پرورش ہونی تھی۔ لہٰذا اللہ رب العزت نے ایسی عورت کو پسند کیا جس کا ظرف بڑا تھا، جس کا حوصلہ بڑا تھا۔ جلدی غصے میں نہیں آتی تھیں، وہ حلم والی تھی جس کی وجہ سے اس کا نام ہی حلیمہ پڑ تھا تھا۔

(۲) اور دوسری بات یہ کہ اس کی نظر مخلوق پر نہیں تھی بلکہ اس کی نظر اللہ رب العزت کی ذات پر تھی۔

''لوگو! اس میں ہمارے لیے ایک بڑا سبق ہے۔ جو مخلوق کی جیب پر نظر رکھتا ہے وہ عام بچوں کو لے کر گھر آتا ہے اور جو اللہ رب العزت کی ذات پر نظر رکھتا ہے وہ حسنِ بے مثال کو لے کر اپنے گھر واپس آتا ہے۔

رب نے بنایا جب اس کو خود آپ کہا: سبحان اللہ!

حلیمہ سعدیہ نے بچے کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ حلیمہ اتنی خوش ہوئی کہ میں نے تو اتنا خوبصورت بچہ کبھی

نہیں دیکھا۔ وہ بار بار اس کی تعریف کرنے لگتیں کہ میں نے تو اتنا خوبصورت بچہ کبھی نہیں دیکھا۔ بی بی آمنہ نے جواب دیا: حلیمہ! تم گاؤں کی رہنے والی ہو، تم نے کیا بچے دیکھے ہوں گے، میں مدینہ میں بھی رہی اور مکہ میں بھی رہی، میں شہروں کی رہنے والی ہوں، میں نے ایسا خوبصورت بچہ کبھی نہیں دیکھا۔ عبدالمطلب پاس کھڑے تھے وہ کہنے لگے: تم شہروں کی بات کرتی ہو میں ملکوں میں ہو کے آیا ہوں۔ بلادِ شام کا سفر کر کے آیا ہوں میں نے ملکوں میں ایسا بچہ نہیں دیکھا۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے گاؤں میں ایسا بچہ نہیں دیکھا۔ بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے شہروں میں ایسا بچہ نہیں دیکھا۔ عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں نے ملکوں میں ایسا بچہ نہ دیکھا۔ اور اگر میں چشمِ تخیّل سے دیکھوں کہ اگر جبرائیل امینؑ پاس ہوتے تو جواب میں کہتے: حلیمہ تم نے گاؤں میں ایسا بچہ نہیں دیکھا، بی بی آمنہ! تم نے شہروں میں نہ دیکھا، عبدالمطلب تم نے ملکوں میں نہ دیکھا، اور میں نے پوری کائنات میں کہیں کوئی ایسا چہرہ نہیں دیکھا

اے چہرۂ زیبائے تو رسک بتانِ آزری ہر چند آفاق ہا بسیار خوباں دیدہ ام

اگر جبرائیل علیہ السّلام یہ کہتے ،تو میرا تصور بھی یوں کہتا ہے: حلیمہ تو نے کہا میں نے گاؤں میں نہ دیکھا، بی بی آمنہ نے فرمایا میں نے شہروں میں نہ دیکھا، عبالمطلب نے فرمایا: میں نے ملکوں میں نہ دیکھا اور جبرائیلؑ نے فرمایا: میں نے پوری کائنات میں نہ دیکھا تو اللہ رب العزت اس وقت یوں فرماتے ہیں میں خود مخلوق کو پیدا کرنے والا ہوں، میں نے پوری مخلوق میں کوئی ایسا چہرا نہیں دیکھا۔

واللیل سیاہی زلفوں کی چہرہ والضحٰی اس کا
سارے جہاں کے پیارا ہے آپ محبّ ہے خدا اس کا
رب نے بنایا جب اس کو خود آپ کہا سبحان اللہ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کبھی اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے حبیب!
قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ (البقرہ:144) آپ آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور ہم آپ کے محبوب چہرے کی طرف دیکھتے تھے۔

ماں کی دعاؤں کے ثمرات:

جب بچہ ماں سے رخصت ہونے لگتا ہے تو وہ اسے دعائیں دیتی ہے، ماں کے دل پر بچے کی جدائی کی خاص کیفیت ہوتی ہے۔ چنانچہ بی بی آمنہ کے دل سے دعائیں نکلیں۔ یہ ماں کی دعائیں بڑی نعمت ہوتی ہیں۔ آئیے! تاریخ پر نظر ڈالیے پہلے بھی ایسا ہوا کہ ماؤں نے اپنے بچوں کو دعاؤں سے رخصت کیا نتیجہ کیا نکلا؟ ذرا قرآن سے پوچھیے!

بی بی ہاجرہ کو سیدنا ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بچے کو تیار کردو، کسی بڑے سے ملنا ہے۔ بی بی ہاجرہ بچے کو نہلاتی ہیں کپڑے پہناتی ہیں اور اپنے خاوند کے ساتھ ان کو روانہ کرتی ہیں، ماں دعاؤں سے روانہ کر رہی ہے۔ جب بچہ چلا تو اسمٰعیل تھا۔ اور جب لوٹ کر واپس آیا تو ذبیح اللہ بن چکا تھا یہ ماں کی دعائیں ہوتی ہیں۔

☆ سیدنا موسیٰؑ کی والدہ اپنے بچے کو ایک چھوٹے سے بکسے میں ڈال کر پانی میں بہا دیتی ہیں۔ ماں کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی؟ ماں کتنی دعائیں دے رہی ہوگی!! لیکن ماں نہیں جانتی یہ میرا بیٹا آج مجھ سے رخصت ہو رہا ہے تو یہ موسیٰ ہے اور جب لوٹ کر آئے گا تو اللہ وہ مقام دے گا کہ یہ کلیم اللہ بن چکا ہوگا۔

☆ عبدالمطلب جب اپنی ماں سلمٰی کے پاس رہتے تھے تو اس وقت ان کا نام شیبہ تھا، جب ان کے چچا لینے گئے تو سلمٰی نے رو کر اور دعائیں دے کر اپنے بیٹے کو رخصت کیا۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ جب بیٹا ماں کے پاس سے چلا تو شیبہ تھا اور جب مکہ مکرمہ پہنچا تو اللہ نے وہ مقام دیا کہ یہ والی بیت اللہ بن گیا۔

اب ذرا غور کیجیے کہ ایک بچہ ماں کے پاس سے چلتا ہے تو اسمٰعیل ہوتا ہے اور واپس آتا ہے تو ذبیح اللہ بن چکا ہوتا ہے۔ایک بچہ ماں کی دعاؤں سے چلتا ہے تو موسیٰ ہوتا ہے، واپس آتا ہے تو کلیم اللہ کا رتبہ مل چکا ہوتا ہے۔ایک بچہ چلتا ہے تو شیبہ نام ہوتا ہے اور جب مکہ پہنچتا ہے تو والی بیت اللہ بن جاتا ہے۔آج بی بی آمنہ اپنے بچے کو دعاؤں سے رخصت کر رہی ہے۔نہیں جانتی تھیں کہ آج یہ بیٹا محمد ہے، جب لوٹ کے آئے گا تو اللہ وہ مقام دیں گے کہ محمد رسول اللہ بن جائے گا۔

عزیز طلبا! ماں کی دعاؤں سے اپنے آپ کو محروم نہ کیا کرو۔ کچھ نوجوان ضد کرتے ہیں ۔ بے جا ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ماں کا دل دکھاتے ہیں، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے انعام سے محروم ہو جاتے ہیں۔ماں کی دعائیں لے کر چلو پھر دیکھو کہ اللہ رب العزت کی کیا رحمتیں ملتی ہیں۔کیا برکتیں ملتی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا مقامِ صدارت:

بہر حال بی بی آمنہ نے اپنے فرزند ارجمند کو رخصت کیا اور حلیمہ ان کو لے کر واپس ہونے لگیں۔اللہ کی شان دیکھیے کہ جب اونٹنی پر سوار ہونے لگے تو حلیمہ کے خاوند نے ان کو پہلے بٹھا دیا اور بعد میں پھر آگے خود سوار ہوا کہ میں اونٹنی کو چلاؤں جب وہ خود سوار ہوا تو اونٹنی نہ چلی۔حیران ہو کر نیچے اترا جیسے ہی وہ نیچے اترا اونٹنی چلنے کے لئے تیار ہوگئی۔پھر آگے بیٹھا تو اونٹنی پھر نہیں چلتی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اصل مسئلہ کیا ہے اس نے کہا کہ حلیمہ! تم آگے بیٹھو میں پیچھے بیٹھتا ہوں۔حلیمہ اس پیارے بچے کو سینے سے لگا کر آگے بیٹھ گئی اور اس کا خاوند پیچھے بیٹھا۔سواری اس وقت چلنے کے لیے تیار ہوگئی۔سواری نے سمجھا دیا:

”اے حلیمہ کے خاوند! یہ وہ مقدس ہستی ہے کہ اگر تم اسے اپنی پشت کی طرف بٹھاؤ گے تو میں کبھی تمہیں لے کر نہیں جاؤں گی، میرے قدم پہ چلنا حرام ہے۔اگر چلانا چاہتے ہو تو یہ کائنات کا صدر نشیں ہے اس

کو آگے صدر مقام پر بٹھاؤ‘‘

چنانچہ اونٹنی نے بھاگنا شروع کر دیا، اللہ کی شان کہ اونٹنی ایسی تیز رفتاری کے ساتھ بھاگی کہ حلیمہ ان عورتوں سے جا ملیں جو بہت پہلے سے اپنا سفر شروع کر چکی تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ حلیمہ کی سواری تو قدم آگے بڑھا رہی ہے۔ حیران ہو کر پوچھتی ہیں: حلیمہ! تم نے سواری بدل لی ہے؟ حلیمہ نے جواب دیا۔

’’میں نے سواری تو نہیں بدلی‘‘ البتہ سواری کا سوار بدل گیا ہے۔‘‘

دن بدل گئے:

حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے سینے میں دودھ محسوس کیا، جبکہ کھانے پینے کی کوئی چیز بھی نہیں تھی۔ مجھے محسوس ہونے لگا کہ میرے خاوند نے جو کہا تھا عسی اللہ ان یجعل لنا فیہ بر کۃ مجھے وہ برکت نظر آنے لگی۔ فرماتی ہیں کہ جب ہم گھر پہنچے تو دیکھا کہ بکریوں کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا تھا۔ گھر میں جتنے برتن تھے وہ سب انہوں نے دودھ سے بھر لیے۔ حلیمہ سعدیہ نے یہ کہا کہ اس بچے کی وجہ سے آج ہمارے دن بدل گئے، آج ہمارے گھر کے اندر برکتیں آ گئیں، شاہی محل میں کیوں نہ پالا؟

طالب علم کے ذہن میں ایک نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے بعض انبیائے کرام کو شاہی محلات میں پالا ذرا غور کیجیے!

حضرت موسیٰ علیہ السّلام فرعون کے محل میں پلے جب فرعون کی بیوی نے ان کو دیکھا تو کہنے لگی:

لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (القصص:9) چنانچہ حضرت موسیٰؑ شاہی محل میں پل رہے ہیں۔

☆ حضرت یوسف علیہ السّلام کو دیکھو۔عزیزِ مصر نے خریدا اور اپنی بیوی سے کہا:

عَسٰٓی اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْنَتَّخِذَہٗ وَلَدًا (القصص:9) چنانچہ وہ بھی محل میں پلے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض انبیائے کرام کو محلات میں پالا لیکن نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو حلیمہ کے غربت کدے میں پالا۔اس کی وجہ کیا تھی؟

اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر محل کی آسائشیں ہوتی تو نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی وجہ سے جو برکتیں آتیں لوگوں کو سمجھنے میں مشکل ہو جاتی۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو غربت کدے میں بھیجا بکریوں کے تھنوں میں دودھ نہیں،ماں کی چھاتی میں دودھ نہیں،پریشان حال ہیں،اب اگر نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی تشریف آوری سے حالات بدلے تو دنیا نے تسلیم کرلیا کہ دیکھو! جو کچھ بھی نہیں رکھتے تھے،آج اللہ نے ان کو لاکھ والا بنا دیا اب یہ برکتیں کس وجہ سے ہیں؟ یہ اس بچے کی وجہ سے ہیں۔حتیٰ کہ حلیمہ کے خاوند نے ان سے کہا: حلیمہ!

لَقَدْ اَخَذْتِ مُبَارَکَۃً ’’یقیناً تو کوئی مبارک بچہ لے کر آئی ہے‘‘

نبیءِ رحمت ﷺ کی حلیمہ سعدیہ کے غربت کدے میں تشریف آوری کی وجہ سے اتنی برکتیں ظاہر ہوئیں کہ قریب کی عورتیں آتی اور کہتیں حلیمہ! تم اپنی بکریاں کہاں چراتی ہو؟ وہ کہتی فلاں پہاڑی پر تو وہ عورتیں بھی اپنی بکریاں وہاں بھیجتیں لیکن ان کی بکریوں میں پھر بھی اتنا دودھ پیدا نہ ہوتا جو حلیمہ کی بکریوں میں پیدا ہوتا تھا۔دودھ اتنا زیادہ تھا!!

دوسرے پستان سے دودھ نہ پینے کی وجہ:

حلیمہ نے ایک عجیب بات دیکھی وہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کو اپنے دائیں پستان سے دودھ پلاتی تھیں

ایک مرتبہ ان کا جی چاہا کہ میں دوسری طرف سے بھی دودھ پلاؤں مگر بچہ دودھ ہی نہیں پیتا تھا۔ حلیمہ نے اس چیز کو نوٹ کیا کہ یہ بچہ ایک پستان سے دودھ پیتا ہے اس میں کیا حکمت تھی؟ حکمت یہ تھی کہ اگر بالفرض آپ ﷺ دوسرے پستان سے بھی دودھ پی لیتے تو بعد میں آنے والی دنیا کہتی کہ خود تو بچپن میں بھائی کے حق کا دودھ پیتے رہے اور آج دنیا کو عدل وانصاف کا درس دینے کے لیے کھڑے ہو گئے ہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ جب نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو نبوت کا فطری مزاج لیکر دنیا میں آتے ہیں۔ بچپن میں ہی اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو وہ فطرت سلیمہ دے دی تھی کہ اپنے بھائی کے حق کی طرف منہ ہی نہیں کیا کرتے تھے اللہ اکبر کبیرا!!

حسن و جمال میں کشش اور جاذبیت:

حلیمہ کی بیٹی کا نام شیما تھا۔ ایک دن ایک عجیب بات ہوئی۔ حلیمہ نے بیٹی سے کہا: شیما! دیر ہو رہی ہے بکریوں کو چرانے کے لیے لے کر جاؤ۔ شیما کہنے لگی: امی! بکریاں زیادہ ہیں میں اکیلی ہوں۔ میں ان کے پیچھے بھاگ بھاگ کر تھک جاتی ہوں۔ مجھ سے سنبھالی نہیں جاتی، کسی اور کو میرے ساتھ بھیجو تب میں جاؤں گی۔ حلیمہ نے کہا: بیٹی! گھر میں تو کوئی اور ہے نہیں، تیرا باپ بھی بوڑھا ہے اور میں بھی بوڑھی ہوں۔ لہٰذا اب تیرے ساتھ اور تو کوئی نہیں جا سکتا، تمہیں اکیلے ہی لے کر جانا پڑے گا۔ شیما کہنے لگی: اماں! میرے بھائی محمد ﷺ کو میرے ساتھ بھیج دیجیے۔ حلیمہ نے کہا: بیٹی! تم بکریوں کو سنبھالو گی یا بھائی کو سنبھالو گی، وہ تو گود میں رہنے والا ہے۔ اس نے کہا امی! اگر آپ مجھے اکیلا بھیجیں گی تو بکریاں مجھ سے نہیں سنبھلیں گی اور اگر بھائی کو ساتھ بھیج دیں گی تو میں بکریوں کو بھی سنبھال لوں گی اور بھائی کو بھی سنبھال لوں گی۔ حلیمہ یہ جواب سن کر حیران ہو گئی۔ پوچھا: بیٹی! کھل کر بتاؤ اصل بات کیا ہے؟ اب شیما نے بتایا:

اماں میں ایک دو مرتبہ بھائی کو لے کر گئی۔ایک تو میں نے دیکھا کہ پورا دن بادل نے مجھ پر سایہ کیے رکھا، مجھے دھوپ میں جانا ہی نہیں پڑا اور دوسری بات میں نے یہ دیکھی کہ جو مسافر قریب سے گزرتے تھے ان میں سے کئی راہب بھی ہوتے تھے۔ وہ اس بچے کو دیکھ کر پہلے بچے کو پیار کرتے تھے، پھر مجھ سے پوچھتے تھے کہ یہ کون ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ جب میں بھائی کو لے کر گئی تو میں نے یہ دیکھا کہ میری بکریوں نے جلدی سے گھاس چر لیا۔ پھر جہاں میں بیٹھی تھی یہ بکریاں آکر میرے گرد گھیرا ڈال کر بیٹھ گئیں۔ میں بھی اپنے بھائی کا چہرہ دیکھتی رہی اور میری بکریاں بھی اس کا چہرہ دیکھتی رہیں......اللہ اکبر! اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو کیا حسن و جمال عطا فرمایا تھا......!!!

وَ اَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِیْ

اے محبوب! آپ سے بہتر خوب صورت چہرہ کبھی کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے۔

وَ اَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءِ

اور آپ سے زیادہ حسن و جمال والا کبھی کسی عورت نے کوئی بچہ جنا نہیں ہے

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

آپ اس طرح عیبوں سے پاک اس دنیا میں پیدا ہوئے

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

جیسا کہ اللہ نے آپ کو آپ کی مرضی کا حسن و جمال دے کر پیدا فرما دیا ہو۔

اللہ کے محبوب ﷺ کے حسن و جمال میں وہ کشش اور جاذبیت تھی کہ جو بھی دیکھتا تھا اپنے دل کا سودا کر لیا کرتا تھا۔

شیما کی محبّت بھری لوری:

آپ ﷺ کی بہن شیما آپ کو گود میں لے کر لوری دیتی تھی، ہمارے ہاں بھی عورتیں لوریاں دیتی ہیں۔ وہ اپنی اپنی زبان میں دیتی ہیں۔ ہماری والدہ جب کسی بچے کو گود میں لیتی تو یوں کہتی تھی:

حَسْبِــــیْ رَبِّــــیْ جَــلَّ الــلّٰــــہ مَــا فِــیْ قَــلْبِــیْ غَیْــرُ الــلّٰـــہِ

یہ پڑھ کر بچے کو لوری دیتی تھی۔ ہمارے ہی گھر میں بعض عورتیں بچوں کو گود میں لے کے اپنی زبان میں یوں لوری دیتی تھیں:

اللہ اللہ لوری دودھ بھری کٹوری

سیفی دودھ پیے گا نیک بن کر جیے گا

یعنی جب عورتیں بچے کو گود میں لیتی ہیں تو دعائیہ کلمات کہہ رہی ہوتی ہیں، اس میں اللہ کی یاد بھی ہوتی ہے اور دعا بھی ہوتی ہے...... شیما بھی اپنے بھائی کو گود میں لے کر بیٹھتی تو وہ بھی لوری دیتی تھیں۔ بعض سیرت نگاروں نے لوری کے وہ الفاظ اپنی کتابوں میں برکت کے لیے لکھے ہیں۔ اس لوری میں ایک فقرہ یہ بھی تھا:

رَبَّـــــنَـــــا اَبْــــقِ لَـــنَـــــا مُـــحَـــمَّـــدًا

''اے ہمارے پروردگار! ہمارے اس بھائی محمد کو ہمیشہ سلامت رکھنا''

بی بی آمنہ کے پاس واپسی:

تین یا چار سال کی عمر میں حلیمہ سعدیہ نے یہ محسوس کیا کہ اب بچہ بڑا ہو گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے ساتھ کوئی انہونا واقعہ پیش آجائے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ میں اسے اس کی والدہ کے سپرد کر کے آؤں۔ چنانچہ

انہوں نے آ کر بی بی آمنہ کو ان کا لختِ جگر سپرد کر دیا۔

بے سہارا ہونے میں حکمت:

اللہ کی شان دیکھیے کہ ولادت سے پہلے نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کے والد فوت ہو گئے۔ پھر جب چھ سال کی عمر ہوئی تو والدہ بھی فوت ہو گئیں۔ اس کے بعد اپنے دادا عبد المطلب کی کفالت میں آ گئے، کچھ عرصہ بعد دادا بھی فوت ہو گئے۔ پھر اپنے چچا کی کفالت میں آ گئے اور اپنی جوانی کے کچھ عرصہ بعد جب دعوائے نبوت فرمایا تو چچا بھی فوت ہو گئے۔

ایسا کیوں ہوا؟ سب سہارے ہٹتے گئے کٹتے گئے اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر اس طرح کسی کے سائے میں پرورش پاتے تو دنیا کہتی کہ سہاروں میں پلنے والے، سہاروں میں زندگی گزارنے والے آج سہاروں کی نفی کر کے اللہ کو سہارا بنانے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ شروع ہی سے یہ معاملہ کر دیا، باپ سے بھی بے سہارا، ماں سے بھی بے سہارا، دادا سے بھی بے سہارا، چچا سے بھی بے سہارا، یہ پیغام دینا تھا کہ لوگو! جس کا دنیا میں کوئی سہارا نہیں ہوتا، اس کا سہارا اس کا پروردگار ہوتا ہے۔ اور جس کا سہارا اللہ بن جاتا ہے پھر اللہ رب العزت دنیا میں اس کے قدموں کو جما دیا کرتا ہے۔

آیت اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی کے معارف:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی (الضحیٰ:6)

”کیا ہم نے آپ کو یتیم نہ پایا کہ ہم نے آپ کو ٹھکانہ دیا؟

یہ لفظ تو تھوڑے سے ہیں لیکن ان میں حقیقت بہت بڑی ہے۔ حقیقت کیا ہے؟ وہ یہ کہ

☆ آپ یتیم تھے، ہم نے ٹھکانہ دیا۔

☆ آپ بے سہارا تھے، ہم نے آپ کو سہارا دیا۔

☆ آپ غربت کدے میں پیدا ہوئے، ہم نے آپ کو فاتح مکہ بنا دیا۔

☆ جب آپ پیدا ہوئے تھے اس وقت گھر میں چراغ جلانے کے لیے تیل بھی نہ تھا اور ہم نے آپ کو ایسا بنا دیا کہ آپ کی برکت کی وجہ سے پوری دنیا میں ہدایت کا نور پھیل گیا۔

اٰوٰی کا لفظی مطلب ہے ٹھکانہ دینا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو فرماتے ہیں:

وَاذْكُرُوٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ (الانفال:26) اور یاد کرو اس وقت کو جب تم تھوڑے تھے۔

مُسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ (الانفال:26) زمین پر بڑے کمزور تھے۔

تَخَافُوْنَ (الانفال:26) تم ڈرتے تھے۔

اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ (الانفال:26) کہ لوگ تمہیں کہیں اچک نہ لیں۔

فَاٰوٰكُمْ (الانفال:26) اس اللہ نے تمہیں ٹھکانہ دیا۔

یہاں ٹھکانے سے مراد یہ ہے کہ صحابہ کو مکہ سے مدینہ بلایا اور مدینہ میں لا کر ان کے قدموں کو جما دیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى (الضحی:6) کیا ہم نے آپ کو یتیم نہ پایا اور ہم نے آپ کو ٹھکانہ دیا؟ یعنی ہم نے آپ کے قدم جما دیے۔ ہم نے آپ کو دنیا و آخرت کی سرخروئی عطا فرما دی۔ ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔ کیسا ذکر بلند ہوا؟ سبحان اللہ!

وہ ہیں بے شک بشر لیکن تشہد میں آذانوں میں

جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد ان کا نام آئے

اس میں ایک پیغام پوشیدہ ہے کہ اے دنیا کے غریبو! دنیا کے بے سہارا لوگو! دنیا کے محروم لوگو! دنیا میں اپنے آپ کو یتیم کہلانے والے لوگو! تمہارے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں، میرے محبوب ﷺ کی زندگی کو دیکھو! اگر تم ان کے نقشِ قدم پر چلو گے تو میں پروردگار تمہارے سر پر اپنی رحمت کا تاج رکھ دوں گا۔

اسلام میں یتیم کا مقام:

آپ ﷺ کو یتیموں کے ساتھ بڑی محبّت تھی، حدیث پاک میں آیا ہے۔عید کا دن ہے نبی علیہ الصلوۃ والسّلام عید پڑھنے کے لیے اپنے گھر سے چل پڑے۔گلی میں کچھ بچے کھیل رہے تھے،انہوں نے نہا دھو کے اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ان بچوں کی آنکھوں میں سرمہ بھی ڈالا ہوا تھا،تیل بھی لگا ہوا تھا۔ان سے ذرا آگے ایک بچہ اکیلا بیٹھا تھا، وہ بڑا غم زدہ سا تھا۔اس کے چہرے پر اداسی تھی۔ نبی علیہ الصلوۃ السّلام نے بچے کو دیکھا تو آپ رک گئے۔ پوچھا: بچے! کیا ہوا؟ اتنے غم زدہ کیوں بیٹھے ہو؟ بچے نے جواب دیا: اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! میں یتیم مدینہ ہوں، میرے والد نہیں جو میرے لیے آج کپڑے لاتے، اور میری والدہ مجھے نہلا کر وہ کپڑے پہنا دیتی۔ یہ بچے آپس میں کھیل کر خوش ہو رہے ہیں اور میں بیٹھا اپنے والد کو یاد کر رہا ہوں۔

آپ ﷺ نے پوچھا، کیا تو اس بات سے خوش ہو گا اگر میں تیرا باپ بن جاؤں اور عائشہ تیری ماں بن جائے؟ بچے کی آنکھوں میں چمک آ گئی، وہ خوش ہو گیا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے اس بچے کو پکڑا اور اسے لے کر اپنے گھر تشریف لائے۔ فرمایا: حمیرا! اس بچے کو نہلاؤ۔ وہ بچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر کا تھا، چنانچہ جتنی دیر میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے اس کو نہلایا نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے اتنی دیر میں حضرت

حسن رضی اللہ عنہ کے کپڑے منگوا لیے۔ جب بچے نے نہا لیا تو اسے دھلے ہوئے کپڑے پہنائے، سر پر تیل لگایا، پھر اس کی کنگھی کی، خوشبو لگائی اور آنکھوں میں سرمہ لگایا، اس سے وہ بچہ خوش ہو گیا۔

اب وہ خوشی خوشی نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ زمین پر بیٹھ گئے اور بچے کو اشارہ کیا کہ تو اپنے آپ کو یتیم کہتا ہے۔ آج تو میرے ساتھ پیدل چل کر نہیں جائے گا بلکہ میرے کندھے پر سوار ہو کر جائے گا۔ چنانچہ اللہ کے محبوب ﷺ اس بچے کو کندھے پر سوار کر لیتے ہیں۔ جب اللہ کے نبی ﷺ اسے لے کر باہر گلی میں تشریف لائے تو جو بچے کھیل رہے تھے وہ حیران ہوئے کہ یہ بچہ تو چل کے جا رہا تھا اور اب اللہ کے حبیب ﷺ کے کندھوں پر بیٹھ کر آ رہا ہے۔ جب وہ بچہ ان کے قریب ہوا تو اس نے خوشی سے بتایا کہ مجھے نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے اپنا بیٹا بنا لیا ہے اور عائشہؓ میری ماں بن گئیں۔ اس بچے کی بات سن کر ان کھیلنے والے بچوں میں سے ایک نے ٹھنڈی سانس لی اور یوں کہنے لگا۔ کاش! میں بھی یتیم ہوتا اللہ کے نبی مجھے بھی اپنا بیٹا بنا لیتے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسّلام اس بچے کو لیکر اس جگہ پر تشریف لاتے ہیں۔ جہاں عید کی نماز پڑھی جاتی تھی۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام ممبر کے اوپر بیٹھے، وہ بچہ نیچے بیٹھنے لگا۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا: نہیں، تو آج نیچے نہیں بیٹھے گا بلکہ میرے ساتھ اس ممبر کے اوپر بیٹھے گا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام اس بچے کو اپنے پاس بٹھا لیتے ہیں اور پھر اس بچے کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرماتے ہیں۔

”لوگو! جو یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھے گا اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال ہوں گے اللہ اتنی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھوا دیگا۔“

آج یتیموں کا حق مارا جاتا ہے، ان کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے اور ان کو دنیا میں جینے کا حق ہی نہیں دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کا وہ خلق عطا فرما دے۔ ہمیں بھی یتیموں کا سرپرست اور والی بنا

دے۔(آمین)

شیما کی عزت افزائی کا واقعہ:

فتح مکہ ہونے کے کچھ ہی عرصہ کے بعد نبی علیہ الصلوۃ والسّلام حنین کی طرف جاتے ہیں اور وہاں پر غزوہ حنین پیش آتا ہے۔ لمبی تفصیل ہے البتہ اپنی بات کو مختصر کرنے کے لیے اتنا عرض کرتا ہوں کہ غزوہ حنین میں نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کو چھ ہزار قیدی ملے اور بارہ ہزار بکریاں ملیں جب اتنے قیدی آئے تو نبی علیہ الصلو السّلام نے ارادہ فرمایا کہ ان کو صحابہ میں تقسیم کر دیا جائے۔

اتنے میں ایک صحابی نے آ کر کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! ایک عورت آئی ہے، وہ ذرا پکی عمر کی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں تمہارے نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی بہن ہوں، مجھے ان سے ملاؤ۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام حیران ہوئے کہ عبداللہ اور آمنہ کا میں ایک ہی بیٹا ہوں، ان کا تو کوئی اور بچہ تھا ہی نہیں۔ یہ کیسے کہتی ہے کہ میں بہن ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا: جی وہ کہتی ہے، مجھے اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کے پاس لے جاؤ۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے فرمایا: اچھا اسے میرے پاس لے آؤ۔ وہ خاتون آتی ہے اور کہتی ہے میں تمہاری بہن ہوں۔ پوچھا: کیسے؟ کہنے لگی: میرا نام شیما ہے، میں حلیمہ کی بیٹی ہوں، میں آپ کو گود میں لیتی تھی اور آپ کو لوریاں دیتی تھی رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا میرے رب نے میری دعا قبول کی اور میرے رب نے آج مجھے یہ منظر دکھا دیا ہے، میرے بھائی! میں قیدی بن کر آپ کے پاس آ گئی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ اللہ آپ کو یہ شان دیں گے۔

جب نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے یہ سنا تو اللہ کے محبوب ﷺ نے اپنی چادر بچھا دی اور فرمایا شیما! تم میری بہن ہو آؤ! نبوت کی اس چادر کے اوپر بیٹھ جاؤ۔ دنیا نے دیکھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے اپنی بہن کی کیا

عزت افزائی کی ! پھر نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے یہ ارشاد فرمایا: شیما! اگر تم میرے پاس رہنا چاہو تو میں تمہارا کفیل بنوں گا اور اگر واپس رشتہ داروں میں جانا چاہو تو تمہیں جانے کی اجازت ہے۔ انہوں نے کہا: میں واپس جاؤں گی۔ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے کئی سو بکریاں بھی دیں اور کچھ غلام بھی دیے۔ پھر دو صحابہ کرام کو فرمایا: جاؤ میری بہن کو اپنے گھر پہنچا کر آؤ۔

شیما جانے کے لیے کھڑی تو ہو گئی مگر چلتی نہیں تھی۔ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: شیما! آپ جا نہیں رہیں؟ بہن کہنے لگی، آپ نے مجھے تو آزاد کر دیا لیکن یہ چھ ہزار بندے بھی ہیں اگر میں اکیلی چلی گئی تو لوگ کہیں گے کہ خود واپس آ گئی اور باقیوں کا خیال نہ رکھا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے بہن کی اس بات کو قبول کر کے صحابہ کے مشورے سے سب قیدیوں کو آزاد فرما دیا، اللہ اکبر

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى (الضحیٰ:6) اور میرے محبوب ﷺ! ہم نے آپ کو یتیم پایا اور پھر آپ کے قدم جما دیے، ہم نے آپ کو فاتح مکہ بنا دیا۔ اور ہم نے ہزاروں لوگوں کو آپ کے قدموں میں غلام بنا دیا۔ اسی کو کہنے والے نے کہا:

اے رسول امین، خاتم المرسلین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا

کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرنگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اللہ رب العزت ہمیں اس پیارے حبیب ﷺ کی مبارک سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! ایسے بن جاؤ کہ جب موت کا وقت آئے اور فرشتے آ کر ہمارے دلوں کو ٹٹولیں تو وہ اسے عشق نبی

ﷺ سے بھرا ہوا پائیں۔ ہمارے دماغ کو ٹٹولیں تو علم نبوی ﷺ سے بھرا ہوا پائیں۔ ہمارے اعضاء کو ٹٹولیں تو سنت نبوی ﷺ سے بھرا ہوا پائیں۔ اور اسی طرح ہم اپنے اللہ رب العزت کے حضور پیش ہو جائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ